رجسٹرڈ ایل نمبر ۹۶۶

بشارت دی کہ اک بیٹا ہے تیرا — جو ہوگا ایک دن محبوب میرا
کروں گا دور اس مہ سے اندھیرا — دکھاؤں گا کہ اک عالم کو پھیرا
بشارت کیا ہے اک دل کی غذا دی — فسبحان الذی اخزی الاعادی۔

پہلا ہفتہ وار اخبار جو ہر جمعرات کو قادیان دارالامان ضلع گورداسپور سے شائع ہوتا ہے

فاروق

ایڈیٹر و پروپرائیٹر میر قاسم علی

عام چندہ سالانہ بیرون ہندوستان ۲ روپے۔ یورپین ۱ روپیہ۔ کم استطاعت اصحاب جو کچھ دے سکیں قبول ہے۔ چندہ ایک پیسہ فی پرچہ ماہوار سے کم نہیں لیا جاتا۔ اخبار بغیر ادائیگی چندہ بند ہو جاتا ہے

جلد ۵ | پنجشنبہ مورخہ ۲۵ مارچ ۱۹۲۰ء مطابق ۱۴ رجب ۱۳۳۸ھ | نمبر ۳

Digitized by Khilafat Library Rabwah

سلسلہ کی خبریں

سیدنا حضرت خلیفۃ المسیح پٹھانکوٹ میں بغرض تبدیل آب و ہوا تشریف رکھتے ہیں۔ حضور کی صحت بفضلہ تعالیٰ دن بدن اچھی ہو رہی ہے۔ احباب دعا کریں۔ کہ بخریت تمام حضور رونق افروز دارالامان ہوں۔ ۲۶ مارچ شام تشریف لانے کی خبر ہے

درخواست دعا۔ برادرم منشی فضل الرحمن صاحب سامانوی عرصہ سے بیکار ہیں۔ جب کوئی ملازمت ملنے کا موقعہ نکلتا ہے۔ تو مخالفین سلسلہ احمدی ہونے کی وجہ میں درخواست نامنظور کر دیتے ہیں۔ احباب دعا کریں۔ کہ اللہ تعالیٰ اس پرجوش اور مخلص بھائی کو ہر ایک ابتلاء سے نجات دے۔ آمین

برادرم محمد عبدالرشید صاحب گوجرانوالہ سے درخواست کرتے ہیں۔ کہ وہ امسال ایف اے فرسٹ ایر کا امتحان دینے والے ہیں۔ اُن کی کامیابی کے لئے درد دل سے دعا کی جائے۔

رسالہ احمدی۔ اب ۱۹۱۹ء کا نمبر ۵ و ۶ کاتب لکھ رہا ہے۔ انشاء اللہ جلد سے جلد طبع ہو کر ہدیہ ناظرین کیا جائے گا۔

دوسری اطلاع

اخبار فاروق بجائے ۸ صفحہ کے بارہ صفحہ کا کر دیا ہے اور قیمت میں باوجود ایزادی اخراجات کوئی بیشی نہیں کی۔ لہذا یہ دوسری اطلاع دیجاتی ہے۔ کہ یکم اپریل ۱۹۲۰ء کا فاروق برائے وصولی چندہ سالانہ یا سہ ماہی وی پی ارسال ہوگا۔ جن احباب کو ابھی ادائیگی چندہ میں عذر ہو۔ وہ یوالپی ڈاک دفتر فاروق میں بذریعہ کارڈ اطلاع کردیں۔ کہ کب اُن کے نام وی پی ارسال ہو۔ ایسا نہ ہو کہ وہ اطلاع نہ دیں اور دفتر سے وی پی بھیجدیا جاوے۔ اور پھر وہ بلاوجہ معقول اس کو واپس کر کے نقصان کا موجب بنیں (منیجر)

خطبہ جمعہ | مولانا قاضی امیر حسین صاحب نے ۱۹ مارچ کو خطبہ جمعہ میں یہ ذوقی لطیفہ بیان کیا ہے۔ کہ بنی اسرائیل کو جس گائے کے ذبح کا حکم دیا گیا تھا۔ وہ جاندار نہ تھی کیونکہ سو ختنی قربانیاں گائے کی تو وہ روز کرتے تھے۔ انہیں دراصل گائے بیل کا بت جو سونے کا تھا ٹکڑے ٹکڑے کرنے کا حکم ہوا۔ سونے کی گائے ہی لاشیۃ فیھا اور لافارض ولا بکر کی مصداق ہو سکتی ہے یعنی نہ اسپر کوئی دھبا یا داغ ہو نہ اسپر بچپن کا زمانہ ہے نہ جوانی کا۔

Digitized by Khilafat Library Rabwah

کالے پانی کے حالات

جزیرہ انڈے من جسے کالا پانی کہتے ہیں۔ دراصل تین چھوٹے جزیروں کا مجموعہ ہے جن کے مابین صرف ایک ایک چھوٹی کھاڑی ہے جنوبی انڈمین کا ایک چھوٹا سا حصہ پورٹ بلیر کہلاتا ہے۔ اور یہیں قیدی رہتے ہیں۔ باقی تینوں جزیروں کی کل جگہ گنجان جنگل سے گھری ہوئی ہے۔ جس میں ان جزیروں کے اصلی باشندے رہتے ہیں۔ یہ لوگ جو قطعی وحشی ہیں دو حصوں میں منقسم ہیں جن میں سے ایک حصہ برٹش گورنمنٹ کے ماتحت ہے۔ مگر دوسرا نہیں ہے۔ یہ لوگ شیروں سے بھی زیادہ خونخوار ہیں اور تیر کمان سے ایسا نشانہ لگاتے ہیں۔ کہ کبھی ان کا تیر خطا ہی نہیں جاتا۔ جو لوگ برٹش گورنمنٹ کے ماتحت ہیں۔ وہ کبھی کبھی پورٹ بلیر میں سنکھ۔ کوڑیاں و کچھوؤں کے خول و شہد لے آتے ہیں۔ اور انہیں تمباکو و نمک وغیرہ کے بدلے دے جاتے ہیں۔ پرند اس جزیرہ میں قطعی نہیں ہوتے تھے۔ مگر اب وہاں گورنمنٹ نے دوسرے ملکوں سے پرند منگا کر چھوڑے ہیں۔ اور وہ رفتہ رفتہ بڑھ رہے ہیں۔ جنگلی درندے بھی وہاں بمشکل ہی کہیں ملتے ہیں۔ راس نامی ایک چھوٹا خوبصورت جزیرہ ان جزیروں کا دارالخلافہ ہے۔ جہاں چیف کمشنر رہتا ہے۔ قیدیوں کی آبادی کئی ایک حصوں میں منقسم ہے۔ یہاں کا مشہور سیلولر جیل بمقام ابرڈین واقع ہے۔ جیل کی عمارت بڑی عالی شان ہے۔ اس کے عین وسط میں ایک مرکزی گنبد ہے۔ جس کے چاروں طرف سات جدا جدا حلقے ہیں۔ ہر حلقے میں تین بارک ہیں۔ اور ہر ایک بارک میں ۲۰ سے لے کر پچاس تک کوٹھریاں ہیں۔ جن میں قیدی الگ الگ رکھے جاتے ہیں۔

مسلمانوں پر سازش قتل کا الزام

ایک طرف تو ہندو مسلم اتحاد کے گیت گائے جا رہے ہیں اور دوسری طرف مسافر آگرہ صاحب بغیر کسی ثبوت سے لیکھرام کے قتل کا ذمہ دار مسلمانوں کو قرار دے رہے ہیں۔ ملاحظہ ہو مندرجہ ذیل عبارت جسے ہم نے نہایت افسوس سے پڑھا:۔

"ہو بہو ایسا ہی واقعہ مسلمانوں نے آریوں کے ساتھ کیا۔ کہ جس وقت پنڈت لیکھرام ہندو جاتی کو مسلمان و عیسائی ہونے سے بچانے کی ترکیب سوچ رہے تھے اور مسلمان ہوئے ہوؤں کو شدھ کر کے آریہ بنا رہے تھے۔ اسوقت چند ناتجربہ کار اور کوتاہ اندیش مسلمانوں کے دل میں یہ خیال پیدا ہوا۔ کہ کسی طرح اس کو جلد سے جلد مار دینا چاہیئے۔ کیونکہ اسلام کی بنیادوں کو کھوکھلا کر رہا ہے۔ اور اسلام کے کھنڈن کی کتابیں لکھ رہا ہے۔ جس کی وجہ سے اسلام کو بہت بڑا دھکا لگے گا۔ اور لگ رہا ہے۔ اور جب یہ نہ رہے گا۔ تو پھر اسلام کو کوئی کھٹکا نہ رہے گا۔ خوب مزے سے گذریگی۔ پہلے تو اس کمبخت کے عین مطابق نہ سانپ مرے نہ لاٹھی ٹوٹے گمنام چھٹیاں لکھنی شروع کیں کہ تم اسلام کا کھنڈن مت کرو ورنہ جلد قتل کر دیئے جاؤ گے۔ جب انہوں نے سیدھی انگلیوں گھی نکلتے نہ دیکھا۔ تو ایک مسلمان کو ان کے قتل کرنے کے لئے بھیلہ شدھی کے بھیجا جو کہ واسطے شدھی کے چند روز ان کے پاس رہا۔ دن رات گھات میں رہا پر موقعہ نہ لگا۔ آخر ۱۰ مارچ کو شام کے وقت موقع پا کر ان کے پیٹ میں چھرا گھونس کر بھاگ گیا چھرے کا زخم کاری لگا جس سے تمام آنتیں باہر نکل آئیں۔ خون کا فوارہ بہ چلا۔ جب آریوں کو پتہ لگا۔ تو وہ دوڑ کر ڈاکٹر کو لائے۔ حالت بہت نازک ہو گئی بچنے کی کوئی امید نہ رہی۔ لیکن شہید اکبر کی تیوری میں بل نہ آیا۔ تمام آریوں کو بہت سی نصیحت آمیز باتیں بتا کر اور یہ کہکر کہ شدھی اور تحریر کا کام بند نہ ہو۔ اور اپنا بوجھ ہم پر چھوڑ کر سورگ کو سدھار گئے۔ ان کے مرنے کی خبر سن کر مخالفین کے گھروں گھی کے چراغ جل گئے۔" (مسافر آگرہ)

احمدی جماعت کے کام کی داد دشمن کی زبان سے

سو چو مخالفوں نے کس تیزی اور چستی سے کام کرنا شروع کیا ہے جس کو دیکھ کر حیرانی ہوتی ہے۔ ذرا فرقہ احمدیہ قادیانی کی طرف تو دیکھو۔ کہ وہ کس تیزی سے کام کر رہا ہے۔ لیکن تم بالکل ہاتھ پر ہاتھ دھرے بیٹھے ہو تم ذرا شہید کی یادگار کی طرف دھیان دو اور اپنے فرض کو سمجھو۔ اور دیکھو کہ وہ شدھی کی تحریک جس پر حقیقت میں دھرم ویر نے اپنی جان قربان کی تمہاری لاپرواہی و عدم توجہی کی بدولت کس حالت پر پہنچ گئی ہے۔ اب جنم کے عیسائی مسلمانوں کو شدھ کر کے ویدک دھرم کی شرن میں لانے کی بات تو رہی دور آریہ پرشوں کی دیکھتی آنکھوں ہزارہا ویدوں کو ایشوری گیان ماننے والے ہندو عیسائی مسلمان ہوئے چلے جا رہے ہیں۔ مگر آریوں کی رگ حمیت جوش میں نہیں آتی۔ آریہ ویرو! سوچو کیا چھرے کی دھار پر بھایا ہوا شہید کا خون تمہارے ہاتھوں اسی قدر دانی کا مستحق تھا؟" (مسافر آگرہ)

مسٹر گاندھی کی وسعت قلبی

ہندوؤں کے مہاتما گاندھی فرماتے ہیں۔ بس یہ تحقیق ہے۔ کہ پکایا ہوا کھانا ایک ہی برتن سے میں اپنے بیٹے سے نہیں کھاؤں گا۔ اور اس گلاس سے پانی نہیں پیونگا جس کو اس کے لب مس کر چکے ہیں۔ اور جو صاف نہیں کیا گیا۔ لیکن ان معاملات میں میری علیحدگی اور احتیاط کی وجہ سے مسلمان اور عیسائی دوستوں سے ساتھ یا میرے بیٹوں کے ساتھ میرے اعلیٰ ترین تعلقات میں کبھی نہیں فرق پڑا۔

فاروق ہم "مہاتما" گاندھی کو یقین دلانا چاہتے ہیں کہ کھانے پینے کے متعلق اسلامی اصول نہایت ہی اعلیٰ ہے۔ جو یہ ہے کہ لیس علیکم جناح ان تاکلوا جمیعا او اشتاتا (کچھ حرج نہیں۔ اگر تم اکٹھے کھاؤ یا الگ الگ)

Digitized by Khilafat Library Rabwah

بسم اللہ الرحمن الرحیم

نحمدہ ونصلی علی رسولہ الکریم

اخبار فاروق

قادیان دارالامان ۲۵ مارچ ۱۹۲۰ء

غیر احمدیوں کی قرآن دانی

اس سوال کا حل کہ افضل کون تھا

سیدنا محمد (صلے اللہ علیہ وسلم) یا مسیح؟

عرصہ ہوا۔ چند سوالات[1] شائع ہوئے تھے۔ جو پادری اکثر پیش کیا کرتے ہیں۔ ان کی بنا پر مسلمانوں سے یہ سوال تھا۔ کہ وہ اپنے موجودہ عقاید کے رو سے انہیں حل کریں۔ اور پھر نبی کریم صلے اللہ علیہ وسلم کے مسیح سے افضل ہونے کا ثبوت دیں۔

ان سوالات کا جو جواب ایک غیر احمدی ڈاکٹر نے دیا ہے۔ اس کا کچھ حصہ ناظرین کے سامنے اس غرض سے پیش کرتے ہیں۔ کہ وہ خدا تعالیٰ کا سجدۂ شکر بجا لائیں۔ جو احمدی سلسلہ میں داخل ہیں۔ اور ان کا ایمان ایسی ایسی لایعنی۔ اغیار کو ہنسا دینے والی باتوں پر نہیں۔ اور مسیح موعود کی طفیل قرآن شریف کا صحیح علم انہیں دیا گیا ہے

پہلا سوال یہ تھا۔ کہ مسیح کا جانور پیدا کرنا مسلم عقیدہ مسلمانان ہے۔ اور صفت خلق مخصوص بر رب العالمین ہے۔ دیکھو قل اللہ خالق کل شیئ وھو الواحد القھار۔ اگر یہ قدرت خلق کسی دیگر نبی یا محمد صلعم کو عطا ہوئی تو بتاؤ؟ ورنہ تسلیم کرو۔ کہ مسیح افضل ہے یا محمد صلعم ہے؟

اس کے جواب میں غیر احمدی ڈاکٹر صاحب نظام المشایخ میں جو کچھ لکھتے ہیں۔ وہ ملاحظہ ہو۔

بے شک حضرت عیسیٰ یہاں ستی کا تماشہ تو نہیں دکھاتے تھے۔ کہ مٹی کا کھلونا بنا کر اڑا دیا۔ اور وہ کچھ دور جا کر عوام الناس کی نظر سے غایب ہوتے ہی پھر مٹی ہو کر گر پڑا۔ اولاً تو اگر ایسا ہوتا بھی تھا۔ جب بھی وہ معجزہ ہی تھا۔ اُن کے خلاف شان تماشہ نہیں تھا۔ کیونکہ آج تک اور کوئی ذرا سی دیر کے لئے بھی یہ تماشہ نہیں دکھا سکا۔ صرف آج کل کے بڑے بول بولنے والے اپنے تئیں تہذیب کے اعلیٰ زینہ پر سمجھنے والے اس کو تماشہ کہہ سکتے ہیں۔ اس ابتدائی زمانہ کے وحشی کم عقل لوگ ان کھیلوں اور ان نئے کمالات کو اعجاز سمجھتے تھے۔ اس لئے مٹی کے کھلونے میں آنی پرواز کا نظارہ پیدا کرنا یا لکڑی سے اژدہا بنا کر لوگوں کو ڈرانا خلاف شان نبی اس زمانے میں تو نہیں تھا۔ اب چاہے ہو۔ اور اگر تھا۔ تو حضرت داؤد کا لوہار کا کام کرنا اور زرہ بنانا بھی خلاف شان نبی تھا اور اگر آنکھوں سے اوجھل ہوتے ہی وہ مٹی کی مٹی نہیں ہو جاتا تھا۔ بلکہ زندہ رہتا تھا۔ تو یہ کوئی ضروری امر نہیں ہے۔ کہ اس کی نسل آج تک موجود ہو کر خدا کی مخلوق میں ملی جلی ہو۔ اور خدا کے اس کلام کی تردید کرے کہ ھذا خلق اللہ فارونی ماذا خلق الذین من دونہ بل الظلمون فی ضلل مبین۔ اور ھذا خلق اللہ فاروا ماذا خلق الذین من دونہ فتشابہ الخلق علیھم۔ ہم لکھ چکے ہیں۔ کہ حضرت عیسیٰ اس پرندے میں صرف قوت پرواز پیدا کر دیتے تھے۔ نہ کہ قوت تناسل وغیرہ۔ خیر یہ بھی نہ سہی۔ مان لیا۔ کہ وہ پرندہ بالکل اصلی پرندوں جیسا ہوتا تھا۔ پھر بھی اس کی نسل کا قایم رکھنا ضروری نہیں ہے۔ کیا حضرت موسیٰ کے اژدہے کی نسل قایم ہے۔ جواب ملے گا۔ کہ وہ پھر کچھ دیر کے بعد اسے اٹھا لیتے تھے۔ اور وہ پھر لکڑی (عصا) ہو جاتا تھا۔

ہم کہتے ہیں۔ کہ حضرت عیسیٰ جتنے پرند بناتے تھے۔ وہ سب نر بناتے تھے۔ مادہ کبھی بنائی ہی نہیں۔ جو ان میں الحاق ہوتا۔ اور نسل قایم رہتی۔ یہ بھی ہو سکتا ہے۔ کہ وہ یہ معجزہ (یا تماشہ) روز تو دکھاتے ہی نہیں تھے۔ کبھی کبھار پرندہ بناتے ہونگے۔ برسوں یا مہینوں کے بعد اس عرصہ میں پہلا بنایا ہوا پرندہ مر جاتا ہوگا۔ زیادہ دنوں کی بھی ضرورت نہیں ہے ممکن ہے۔ کہ اس کی عمر طبعی ایک ہی دو دن کی ہوتی ہو۔ جب کہ خدا کی مخلوق میں بتیرے جانور ادنیٰ درجہ کے ایسے ہیں۔ ۔ ۔ ۔ ۔

- - - - - - - - - - - -

- - - - - - - - - - - -

۔ ۔ ۔ ۔ کہ ان کی عمر طبعی اکثر ایک دن کی ہوتی ہے۔ چنانچہ بتیرے کیڑے مکوڑوں کے نر صرف ایک دن زندہ رہتے ہیں۔ اور چونکہ ان کی حیات اسقدر مستعار ہے۔ لہذا انہیں کھانے کی ضرورت نہیں ہوتی۔ اس لئے اُن میں معدہ وغیرہ بالکل نہیں ہوتا۔ ہاں قوت پرواز یا قوت رفتار خوب مکمل ہوتی ہے۔ تاکہ وہ اپنی یک روزہ زندگی میں مادہ کو تلاش کر کے اسے حاملہ کر سکیں۔

غرضیکہ اللہ تعالیٰ کی بنائی ہوئی چیزوں سے پرندہ بنانا نہ تو حضرت عیسیٰ میں خلق حقیقی کی صفت ثابت کرتا ہے۔ نہ انہیں دوسرے نبیوں پر افضل بناتا ہے۔ نہ خدائی میں شریک کرتا ہے۔ اور نہ اس پرندے کی نسل کا موجود ہونا ضروری ہے۔ چمگادڑ اللہ کی مخلوق ہے اور افسوس کے ساتھ ہمیں لکھنا پڑتا ہے۔ کہ ان لوگوں کی تحریر کو ہم خود خرافات سمجھتے ہیں۔ جنہوں نے صرف روپیہ کمانے کیلئے بڑی بڑی ضخیم کتابیں لکھیں۔ اور تھامس بر قرآنی میں الف لیلہ اور داستان امیر حمزہ کے سے بے سروپا قصے لکھ کر ہمارے پاک مذہب کو مطعون خلایق بنایا۔

---

[1] یہ سوالات خاکسار ایڈیٹر فاروق نے علماء اہلحدیث وغیرہم سے جواب طلب کرنے کے لئے دہلی سے شائع کئے تھے۔

Digitized by Khilafat Library Rabwah

بین یقین کرتا ہوں۔ کہ فاروق کے ناظرین اس جواب کو پڑھ کر اپنی ہنسی ضبط نہیں کر سکتے ہونگے۔ اور مضمون نویس کی کمزوری ان پر الم نشرح ہو گئی ہوگی۔ اس لئے مزید ریمارک کی ضرورت نہیں ؛

یہ ہے وہ علم کلام جس پر ہمارے غیر احمدی علماء کو ناز ہے۔ یہ ہے وہ قرآن دانی جو غیر احمدیوں سے مخصوص ہے۔ ملاحظہ فرمائیے۔ اول تو اس طرح پرندے بنا کر اڑنے کو بھان متی کا تماشا قرار دیا ہے مگر پھر بھی اسے معجزہ کہہ دیا ہے۔ اور زور سے لکھا ہے۔ کہ یہ خلاف شان تماشہ اور ساتھ ہی لکھ دیا۔ کہ آج کل کے مہذب اسے تماشہ کہہ سکتے ہیں۔ مگر ابتدائی زمانہ کے وحشی کم عقل لوگ اسے اعجاز سمجھتے تھے۔ یعنی نبی نے ان کی بے وقوفی سے فائدہ اٹھایا۔ اور ایک شعبدہ کو معجزہ سنوالیا۔ (حالانکہ ایک مسلم کا عقیدہ یہ ہونا چاہیئے اور ہے۔ کہ معجزہ اللہ کا فعل ہے۔ وہ ہر حال ہر زمانہ میں معجزہ ہی ہے۔ اور اس کی مثل لانے پر کسی زمانے میں کوئی انسان قادر نہیں ہو سکتا) پھر خود ہی لکھتے ہیں۔ کہ ایسی شعبدہ بازی "اب چاہے" خلاف شان نبوت ہو۔ اُس وقت نہ تھی۔ پھر کچھ سوچ کر فرماتے ہیں کہ ان پرندوں کی نسل نہیں چلتی تھی۔ جو خلقوا الخلقۃ کا اعتراض لازم آئے۔ مگر تھوڑی دیر کے بعد کہہ دیا ہے کہ مان لیا وہ پرندہ اصلی پرندوں جیسا ہو جاتا تھا۔ کیا؟ جس کی حقیقت الحال معلوم ہو۔ اس کے متعلق یوں باتیں کیا کرتے ہیں۔ کہ کسی ایک بات پر قرار ہی نہ ہو کبھی کچھ کہہ دیا اور کبھی کچھ۔ پہلے ایک بات کہی جب اس پر اعتراض ہوا یا اپنے ضمیر نے نادم کیا۔ تو کہہ دیا یوں نہیں یوں سہی۔ چنانچہ جناب عیسیٰ کے بنائے ہوئے پرندوں کو اصلی پرند مان کر پھر نسل کو روکنے کے لئے کہہ دیا ہے۔ کہ حضرت عیسیٰ نر بناتے تھے مادہ کبھی نہیں بنائی۔ کوئی پوچھے اس کا ثبوت امر مشہود ہا خلقہم اس کی وجہ ہو جو نر بنا سکتا ہے۔ مادہ کیوں نہ بنا سکا۔ یا خدا کا لحاظ کیا۔ کہ اگر میں مادہ بناؤں تو نسل چلے گی اور خدائی ختم ہو جائے گی اور پھر ہو نہ آئے گی۔ اس سخیر بڑی نمائش کی

مسلمانانِ عالم کے حال پر کہ ان کے خدا کی عزت رکھ لی۔ لاحول ولا قوۃ الا باللہ پھر فرماتے ہیں۔ کہ "یہ تماشہ روز تو دکھاتے نہیں تھے۔ کبھی کبھار پرندہ بناتے ہونگے" خوب بحث عقاید اور معجزات پر اور "اس ہونگے" کو ملاحظہ فرمائیے۔ جو بتا رہا ہے کہ لکھنے والے کو ذرا بھی خوف خدا نہیں جو جی میں آیا۔ کہہ دیا۔ پھر چونکہ کبھی کبھار سے بھی بہت سے پرند ہو جانے کا گمان تھا۔ اس لئے کہہ دیا۔ کہ پہلا پرند اتنے میں مر جاتا ہوگا۔ خوب پھر لکھتے ہیں۔ زیادہ دنوں کی بھی ضرورت نہیں۔ ممکن ہے۔ کہ عمر لمبی ایک دو دن ہی ہو۔ اور ارشاد فرماتے ہیں۔ کہ بتیرے کیڑے مکوڑوں کے نر ایک ہی دن زندہ رہتے ہیں۔ تاکہ وہ اپنی ایک روزہ زندگی میں مادہ کو تلاش کر کے حاملہ کر سکیں ناظرین کو یاد ہوگا۔ کہ پہلے لکھ چکے ہیں۔ کہ عیسیٰ کے پرندوں کی نسل نہیں چلتی تھی۔ اب ان کی عمر گھٹاتے گھٹاتے ایک دن کر دی۔ اور ساتھ ہی اس کی غرض غایت یہ بتائی۔ کہ مادہ کو تلاش کر کے حاملہ کر سکیں ایک فقرہ اور بڑھا دیتا تھا؟ اور پھر آدھا دن اور عمر دی جاتی تا کسی کیمیائی عمل سے ازالہ حمل کر سکیں اس خوف سے کہ نسل نہ چل جائے۔ شاید ان پرندوں میں یہ بھی خصوصیت ہو۔ کہ ان کا حمل دوسرے دن زایل ہو جاتا تھا۔ یہ نکتہ جلیلہ رہ گیا۔ نظام المشایخ کا جب دوسرا ایڈیشن چھپے۔ تو حاشیہ پر یہ ایزادی کر دیں۔ معزز ناظرین فاروق تو ہنستے ہی ہونگے۔ اور میں رو رہا ہوں۔ یہ حال ہے۔ ان جبہ پوشان اُمت محمدیہ کا۔ اور مناظرین اہل اسلام کے قائمقاموں کا ؛

لنڈن میں مسجد احمدیہ

لنڈن میں احمدیہ مسجد بنا کرنے کا تہیہ ہماری غریب جماعت نے محض خدا کے فضل و رحم کے بھروسہ پر کیا ہے۔ ہم غیر احمدیوں کے ایمان اور دینی جوش سے واقف ہیں۔ ان سے کسی قسم کی امداد کی درخواست نہیں کی۔ تاہم بعض نا اہل کٹ ملا اعتراض کر رہے ہیں۔ ان میں سے ایک صاحب وکیل امرتسر نے مفصلہ ذیل جواب دیا ہے۔

"مسلمانوں نے تمام مذاہب زور کو اپنے ادائے فرائض میں کس فیاضی سے آزادی عطا کی ہے۔ انہوں نے اسلامی شہروں میں عیسائی جذبات کا صرف زبانی احترام ہی نہیں کیا بلکہ عملاً ان کو ہر طرح کی آسانیاں بہم پہنچائیں۔ اور ان کی ہر طرح اعانت کی حتی کہ بتکدوں سے بھی اپنی امداد اور سرپرستی دریغ نہیں رکھی۔ ہم پوچھتے ہیں۔ کہ کیا گرجوں اور مندروں کے مقابلہ میں ایک مسجد جس میں نہ تین خداؤں کی پرستش ہوگی اور نہ بتوں کی پوجا ہوگی۔ اسلام میں گرجوں اور مندروں سے زیادہ زخنہ انداز ہو سکتی ہے۔ جب گرجوں اور مندروں کی سرپرستی اسلام نے کی ہے۔ اور روا رکھی ہے تو کیا اب چودھویں صدی میں اسلام کے کسی فرقہ کی مسجد کا ذکر بھی معیوب ہے۔ کیا اسلام اس قدر محدود ہو گیا ہے۔ کیا اسلام کی امتیازی خصوصیات رخصت ہو چکی ہیں۔ اور کیا اسلام کی بے بسی فی الواقع اسی حد تک پہنچ چکی ہے۔ کہ وہ خود غرضوں کے ہاتھوں میں موم کی ناک بن گیا ہے؟

ہمارا دل خون روتا ہے۔ جب ہم اس زمانہ میں دین الفطرت کی باگ ایسے لوگوں کے ہاتھ میں پاتے ہیں۔ جن کو نہ مذہب کی خبر ہے۔ اور نہ حالات حاضرہ سے آگاہی اور جو اپنے مطلب کیلئے اسلام کو بدنام کرنے پر تلے ہوئے ہیں۔

اخیر میں ہم علی الاعلان کہتے ہیں۔ کہ جو شخص یا گروہ اسلام صاف و مصفّٰی چشمہ کو دھندلا کرنے اور پیروان اسلام میں پھوٹ ڈالنے اور ان کو اسلام کے امتیازات خصوصی سے بے گانہ بنانے کی کوشش کرتا ہے۔ وہ خدا اور خدائی کا دشمن اور اسلام اور مسلمانوں کی قومیت کا عدو ہے۔ خواہ وہ شخص یا گروہ کسی فرقہ یا عقیدہ کا پیرو ہو" (وکیل)

عرضداشت۔ احباب توسیع اشاعت فاروق کی طرف خاص توجہ فرما کر ثواب امداد حاصل کریں۔ اور صرف تین سو جدید خریدار مطلوبہ بہم پہنچاویں۔ (منیجر)

Digitized by Khilafat Library Rabwah

رپورٹ جلسہ امرت سر

حضرت خلیفۃ المسیح کا امرتسر میں لیکچر

ناظرین فاروق کو یہ علم ہوگا۔ کہ سیدنا افضل عمر خلیفۃ المسیح ثانی ایدہ اللہ بنصرہ ۱۳ فروری ۱۹۳۷ء کو دارالامان سے لاہور تشریف لے گئے۔ جہاں پر حضور نے کئی تقریریں پبلک میں کیں جن میں سے ۱۵ فروری کو ۸ بجے بعد دوپہر بریڈلا ہال میں مسٹر لائیڈ جارج وزیر انگلستان کے مسیحی پیغام کا جواب دیا۔ اور پورے تین گھنٹہ کی تقریر میں یہ ثابت کر دیا تھا۔ کہ دنیا میں امن کا قیام مذہب اسلام کے اختیار کرنے سے ہو سکتا ہے۔ نہ کہ بقول مسٹر لائیڈ جارج عیسائی ہونے سے۔ اور اس تقریر میں عیسویت اور اسلام کا مقابلہ کر کے دکھلایا۔ کہ ہر حیثیت سے اسلام ہی تمام مذاہب پر فائق ہے۔ اس تقریر میں حاضرین کی تعداد چار ہزار کے قریب تھی۔ جس میں ہر مذہب و ملت کے اصحاب تعلیم یافتہ و پیشہ ور موجود تھے۔ یہ تقریر امید ہے کہ علیحدہ ٹریکٹ کی صورت میں طبع کر کے شائع کی جائے گی ؂

دوسرا لیکچر

۱۷۔ فروری کو اسلامیہ کالج لاہور مارٹن ہسٹاریکل سوسائٹی میں زیر صدارت شیخ عبدالقادر صاحب بیرسٹر ایٹ لاء خلافت علوی پر ہوا۔ اور جس تسلسل سے اسلامی تاریخ واقعات شہادت حضرت عثمان رضی اللہ عنہ و جنگ جمل کے واقعات کا ڈھائی گھنٹہ بیان فرمایا۔ وہ پریذیڈنٹ صاحب موصوف کے اس ایک فقرہ سے معلوم ہو جاتا ہے۔ کہ کتنا دلچسپ اور پر از معلومات لیکچر تھا۔ ایک غیر معمولی آمد اور بے بہا معلومات سے لبریز تاریخ اسلام کا نایاب خزانہ تھا یہ واقعات محض مطالعہ سے حاصل نہیں ہو سکتے کیونکہ ؎

این سعادت بزور بازو نیست

سامعین سے تمام ہال بھرا تھا۔ غیر مسلم اصحاب بھی تشریف فرما تھے۔ ان ہر دو لیکچروں کے بعد حضور نے احمدیہ ہوسٹل لاہور میں بھی تقریر فرمائی۔ اور ۲۲ فروری کو امرتسر میں حضور کے جس لیکچر کا پرزور اعلان ہو چکا تھا۔ اس کے لئے حضور امرت سر پہنچے ؂

اسٹیشن امرتسر

امرت سر کے لیکچر کا ذکر اخبارات سلسلہ و اشتہارات امرت سر کے ذریعہ کافی ہو چکا تھا۔ اس لئے ۲۲ر۲۳ر فروری کے لئے تعلیم اسلام ہائی سکول و مدرسہ احمدیہ قادیان میں تعطیل کی گئی۔ تاکہ اساتذہ وغیرہ اس لیکچر کو سن سکیں۔ ۲۱ر تاریخ سے قادیانی احباب کی امرت سر کو روانگی شروع ہوئی۔ جانے والے احباب کثیر تھے۔ سب کے لئے سواری کا انتظام کرایہ وغیرہ پر نہ ہو سکا۔ جس سے درجنوں گروہ در گروہ ہو پیدل ہی بٹالہ کو روانہ ہو گئے۔ بٹالہ کا احمدیہ مہمان خانہ اسقدر مہمانوں کا متحمل نہ ہو سکا۔ تمام نیچے اوپر سے بھر گیا۔ باقی دوست کچھ اسٹیشن پر اور کچھ دیگر مکانوں پر فروکش رہے۔ ۲۲ر کی صبح کو بٹالہ سے ریل پر سوار ہو کر ۹ بجے سے قبل امرتسر پہنچے۔ اسٹیشن پر جا کر معلوم ہوا کہ حضور ابھی لاہور سے تشریف لانے والے ہیں۔ یہ خبر سن کر تمام احمدی جو قادیان سے گئے تھے۔ اور کچھ فیروزپور و دیگر مقامات سے تشریف لائے تھے۔ اسٹیشن پر ہی استقبال کے لئے ٹھہرے رہے۔ اتنے میں امرت سر کی جماعت اسٹیشن پر آ گئی۔ اس طرح قریباً چار پانسو کا مجمع اولوالعزم کے استقبال کے لئے اسٹیشن پر ہی ہو گیا۔ ۹ بجے کے بعد لاہور سے ٹرین آئی۔ جس میں حضور مع اپنے خدام و دیگر احباب کے تشریف فرما تھے۔ اسٹیشن پر گاڑی ٹھہری تمام حاضرین نے استقبال کیا۔ ریلوے ملازمان اور عام مسافروں کا زیارت کے لئے اس قدر ہجوم ہو گیا کہ پلیٹ فارم پر قدم اٹھانے کو جگہ اور چلنے کو راستہ نہ رہا اور آدھ گھنٹہ کے قریب پلیٹ فارم سے باہر تک (جہاں سواری کے لئے گاڑیاں وغیرہ کھڑی تھیں) جانے کے واسطے وقت صرف ہوا ؂

سواری کا انتظام

جماعت امرت سر کے معتمد سیکرٹری ڈاکٹر معراج الدین صاحب نے امرت سر کی جماعت میں ایک روح پیدا کر دی ہے۔ جس قدر چراغ تلے اندھیرا تھا۔ وہ بجلی کا ہنڈا جلا کر سب دور کر دیا ہے۔ الحمد للہ۔ آپ نے حضرت امیر المومنین ایدہ اللہ بنصرہ اور حضور کے خدام کے لئے اسٹیشن پر ایک موٹر دو لنڈو دو فٹن اور کئی تانگے لا کھڑے کئے تھے۔ لیکن کثیر زائرین کی خواہش یہ تھی۔ کہ حضور بجائے موٹر کے اگر لنڈو پر سوار ہو کر قیام گیاہ تک تشریف لے چلیں۔ تو ہم سب لوگ ہمراہ گاڑی چلیں گے الحمد للہ کہ حضور لنڈو پر ہی سوار ہوئے۔ اور بعض خدام موٹر اور دیگر مذکورہ بالا گاڑیوں پر سوار ہو گئے۔ اور چار سو کے قریب دوست حضور کے لنڈو کے آگے پیچھے دائیں بائیں۔ پیدل ہو لئے۔ اور آہستہ آہستہ گاڑیاں قیام گاہ تک پونچیں۔ یہ نظارہ قابل دید تھا۔ تحریر میں اس جلوس اور زائرین کے اخلاص کا ذکر کرنے کی واسطے الفاظ نہیں ہیں ؂

قیام گاہ

ہال دروازہ کے اندر جانب مغرب جناب ماسٹر بھاگ سنگھ صاحب کا ایک عالیشان مکان سہ منزلہ پختہ جس میں نلکے لگے ہوئے تھے۔ جماعت امرتسر نے لیا تھا۔ جس میں حضور اور سب احباب کو ٹھہرایا۔ منتظم مکان بابو غلام قادر صاحب نقشہ نویس احمدی تھے۔ تمام کمروں میں فرش تھا۔ اور یہ مکان لیکچر گاہ کے قریب ہی واقعہ ہے۔ امرت سر کے علماء سوء نے ناخنوں تک زور لگایا۔ کہ کوئی مکان احمدیوں کو ٹھہرنے کے لئے نہ ملے۔ اس لئے کسی مسلمان نام رکھانے والے نے تو یہودیت سے متاثر ہو کر اپنا مکان نہیں دیا۔ لیکن غیر مسلم عالی حوصلہ نیک دل ماسٹر بھاگ سنگھ صاحب نے بلا کسی معاوضہ کے اپنا عالی شان مکان خدا کی راستباز جماعت اور اس کے مقدس پیشوا کے لئے عطا فرما کر تمام جماعت احمدیہ کو شکوری کا موقعہ دیا۔ خدا تعالیٰ ماسٹر صاحب کو اس کی نیک جزا دے۔ میں تمام جماعت امرت سر اور قادیان کی طرف سے ماسٹر صاحب موصوف کا شکریہ ادا کرتا ہوں ؂

کھانے کا انتظام

امرت سر کی جماعت بہت غریب ہے۔ لیکن اس نے اپنی بساط سے بڑھ کر اس موقعہ پر کام کیا۔ مہمانوں کی

Digitized by Khilafat Library Rabwah

Digitized by Khilafat Library Rabwah

کوئی معین تعداد نہ تھی۔ کہ کس قدر مہمان ہونگے۔ ایسی حالت میں تمام مہمانوں کے کھانے کا انتظام کر لینا کارے دارد۔ پھر درانحالیکہ مہمان غیر معین تعداد میں ہر طرف سے پانسو کے قریب آگئے تھے۔ اور ان سب کو ایک ہی وقت میں کھانا کھلا دینا یہ امرت سر کی جماعت کی خوش انتظامی اور عالی حوصلگی اور اخلاص کا بین ثبوت ہے۔ کھانے کا انتظام میاں غلام نبی صاحب سن گر کے سپرد تھا میاں صاحب نے اپنی دوکان بند کر کے اس انتظام کو نہایت عمدگی سے سرانجام دیا۔ جزاہم اللہ احسن الجزاء کھانا وقت پر ملتا رہا۔ اور اچھا تھا۔ اللہ تعالیٰ اس خدمت کا اجر عظیم میاں غلام نبی صاحب کو عطا فرماوے۔ آمین

لیکچر کا وقت

۲ بجے مقرر تھا۔ یہودی صفت علماء نے سر توڑ کوشش کر کے عوام کو جلسہ میں آنے سے روکا۔ اشتعال انگیز تقریریں کیں عین اسی وقت اپنا جلسہ قریب لیکچر گاہ مسجد خیر الدین مرحوم میں کیا۔ تاکہ لوگ اس طرف آجائیں۔ عطاء اللہ نامی ایک غیر معروف مولوی نے لوگوں کو کھلے بندوں یہ اشتعال دلایا۔ کہ اسلام کی سب سے بڑی نیکی اور اسلامت و خدمت یہی ہے۔ کہ قادیانی کے لخت جگر کے ساتھ وہی سلوک کیا جائے۔ جو آج سے گیارہ سال پیشتر نیک نہاد و پاک سرشت سرتیریوں نے اس کے والد (حضرت مسیح موعود علیہ السلام) کے ساتھ کیا تھا۔ پس ؎

جاؤ تم سب مل کے اب یورش کرو اس فوج پر
جذب شیطانی ہے یہ کیا کم برائے قدسیاں
کیا ہوا اگر ہے شمیل ابن مریم کا پسر
تم ہیں بھی آخر یہودیت کے ہیں مدمقابلان
پوری طاقت سے کرو دھاوا گروہ پاک پر
آج دکھلاؤ تم اپنی ساری رویہ بازیاں
جسقدر آتے تمہیں اب مکر و زور و کید ہیں
اور جس جس طور کی ہو جانتے غداریاں
کام لو سب سے مقابل میں گروہ پاک کے
کیونکہ تم ناری ہو اور وہ سب ہیں پتلے خاک کے

الغرض جملہ عوام نے ان حاسدان دین و دشمنان سید المرسلین کی تقریروں پر عمل پیرا ہونے کے لئے کمر کس لی اور ؎

ساتھ اپنے لے کے سب ہتیار حرب و ضرب کے
تھے شکستہ پاس ان کے جس قدر تیر و سنان
وہ دکھا کر بوتراب عطار کو کہنے لگے
آپ بھی تو آج کل کے ہیں فسوں ساز زماں
جو کماں افسر کہ تھا اس فوج کا اک بیوفا
ہے تقب جس کا اشر الناس زیر آسماں
آج کل روپوش ہے وہ اس جگہ سے دور ہے
اس لئے ہم کو نہیں کچھ سوجھتی عیاریاں
بہر شیطان آپ ہی اس فوج کے جرنل بنیں
آپ بھی دکھلایئے اپنی نئی ہوشیاریاں
آپ ہی تو ہیں معلم آج کل ملکوت کے
اور ہیں قائمقام و جانشین جالوت کے
سن کے ان کی التجا یہ دیا اس نے جواب
ہوں تمہارے ساتھ جب تک ہے سر قالب میں جان
آخری یہ جنگ ہے اب آدم و شیطان کی
فوج شیطانی کے ہو تم سب بہادر پہلوان
اس لئے تدبیر ایسی تم کو کرنی چاہیے
بھاگ جاوے جس سے ڈر کر یہ جماعت قادیان
افترا و کذب و ظلم و جور ہے سب کچھ روا
آج تم سب کچھ دکھاؤ اپنی کارستانیاں
گو یہودیت میں میں بھی آپ سے کچھ کم نہیں
خوف سے لیکن سر قالب میں باقی دم نہیں

ان اشرار نامدار کے ناپاک زیر اثر لوگوں نے اپنی شرارتوں میں سر توڑ کوشش کرنی چاہی۔ مگر خدا تعالیٰ کے فضل اور گورنمنٹ کے مستعد اور سلیقہ شعار افسران پولیس نے ان کا کوئی منصوبہ چلنے نہیں دیا۔ لیکچر اس مقام میں تھا۔ جہاں پر حضور مسیح موعود علیہ السلام فداہ نے نومبر ۱۹۰۵ء میں تقریر فرمائی تھی۔ یعنی بابو گنیا لعل صاحب وکیل کا منڈوا تھا۔ جس کو بندے ماترم ہال سے موسوم کیا جاتا ہے وکیل صاحب نے باوجود اشرار کے بھکانے اور ورغلانے کے لیکچر گاہ کے دینے سے انکار نہیں کیا۔ اور بڑی خوشی اور خندہ پیشانی سے اجازت دی۔ کہ بندے ماترم ہال میں اولوالعزم کا لیکچر ہو۔ چنانچہ ایک بجے ہی جوق جوق ہو کر لوگوں نے جلسہ گاہ میں جانا شروع کر دیا۔ اور دو بجے تک تمام حال سامعین سے بھر گیا۔ پولیس آفیسر سمیت معقول گارڈ پولیس کے انتظام اور امن کے قیام کے لئے پہونچ گئے۔ بابو عزیز الدین صاحب انسپکٹر پولیس ایک نہایت ذی وجاہت اور ہوشیار پولیس آفیسر ہیں خود انتظام کے لئے باوردی تشریف لائے۔ اور نہایت مستعدی سے انہوں نے امن کو قایم رکھا۔ کسی کو جلسہ گاہ میں چوں تک نہیں کرنے دی۔ شیاطین نے اپنے اسلاف کے نقش قدم پر چل کر دو تین پتھر پھینکے۔ جن کو فوراً انسپکٹر صاحب ممدوح نے زجراً روک دیا۔ ۲ بجے کے قریب حضور رونق افروز جلسہ گاہ ہوئے۔ اور اخویم خانصاحب ذوالفقار علیخاں آف رامپور علی برادران کے برادر اکبر صدر جلسہ تجویز ہوئے۔ اور ۲½ بجے ٹھیک لیکچر شروع ہو کر ۴½ بجے تک رہا۔ بڑے امن و امان سے سامعین نے حضور کے لیکچر کو سنا۔ اور اس قدر متاثر ہوئے۔ کہ نہ چاہتے تھے کہ لیکچر بند ہو۔ مگر حسب ایک دوسرا لیکچر پولیٹکل لوگوں کا حضور کے بعد اسی ہال میں ہونے والا تھا۔ اس لئے حضور نے اپنا لیکچر ختم کر دیا۔ اور اس مقام سے جہاں پہ حضرت مسیح موعود علیہ السلام پر اسی لیکچر کے دیئے سے پتھر پھینکے گئے تھے۔ حضور کا مقدس جانشین اور لخت جگر اولوالعزم خلیفہ بخریت تمام تقریر کر کے فائز المرام قیام گاہ کو واپس آیا۔ الحمد للہ علیٰ ذالک ؞

لیکچر کا خلاصہ

لیکچر کا مضمون جس قدر وسیع اور با اثر اور پر معارف تھا۔ وہ تو غالباً اصل لیکچر کے شائع ہونے پر معلوم ہو جائے گا مگر ایک غیر احمدی اخبار نے جو خلاصہ اس لیکچر کا اپنے اخبار "اعجاز القرآن" میں طبع کیا ہے۔ وہ ناظرین فاروق کے لئے نقل کیا جاتا ہے:۔ اس سے جہاں یہ معلوم ہوتا ہے۔ کہ خوبی بہر حال اپنا اقرار کروا لیتی ہے۔ وہاں یہ بھی ماننا پڑتا ہے۔ کہ دنیا میں ایسے لوگ بھی ہیں جو اپنی اخلاقی جرأت رکھتے ہیں۔ کہ ان کی جو رائے کسی امر کی نسبت ہو۔ بلا خوف لومۃ لائم ظاہر کر دیتے ہیں اسی لئے ہم ذیل میں "اعجاز القرآن" سے تمام خلاصہ نقل کرتے ہیں۔

Digitized by Khilafat Library Rabwah

"لکچر مرزا محمود احمد صاحب قادیانی"

"اسلام کے علمی و عملی ثبوت"

"۲۲ فروری ۱۹۲۰ء یوم یکشنبہ کو مرزا محمود احمد صاحب کا لیکچر ٹیچر ہال جناب گھنیا لال صاحب میں ہوا۔ کثیر بھی وہاں حاضر تھا۔ جو کچھ سنا اس کا خلاصہ اپنی یادداشت کے مطابق اپنے الفاظ میں ہدیہ ناظرین کرتا ہوں۔ دیگر مولوی صاحبان نے بھی اپنی تقریروں کو جو انہوں نے کیں ہیں۔ اخباروں میں شائع کرائیں گے۔ یا اعجاز القرآن میں شائع کرانے کے لئے بھیجدیں گے۔ اس سے ناظرین کو اندازہ لگانے کا موقع مل جائے گا۔ کہ دونوں فریقوں میں سے کون سا قرآن مجید کی زیادہ خدمت کر رہا ہے۔ اور کون لوگوں کے مذاق اور اخلاق کو بگاڑ رہا ہے۔ ممکن ہے کہ اس طرح غلط رویہ پر چلنے والوں کو ندامت حاصل ہو۔ اور یوں آئندہ کے لئے صحیح طریقہ پر کاربند ہونا سیکھیں۔ اور اپنی کوششوں کو زیادہ مفید بنائیں۔ اور لوگوں کو امن دوست اور حق پسند بننے کا موقع دیں۔ مرزا صاحب موصوف کے لیکچر کا خلاصہ حسب ذیل ہے:۔

"صاحبان! جب ہم کوئی گھر خریدنا چاہتے ہیں تو پہلے یہ دیکھتے ہیں۔ کہ گھر کے خاص فوائد اس میں موجود ہیں یا نہیں۔ اگر اس گھر میں ایک نہایت پاکیزہ حوض ہو۔ اور اس کی دیواریں خوب منقش اور آراستہ ہوں لیکن اس گھر کی چھت اور دروازے نہ ہوں تو ہم اس کو خریدنا پسند نہیں کریں گے۔ کیونکہ گھر کا اصلی فائدہ یہ ہے۔ کہ ہمارے جان و مال کی حفاظت ہو۔ یہ بات اس گھر میں جو چھت اور دروازے نہیں رکھتا حاصل نہیں ہے۔ دیواروں کا منقش ہونا بیشک ایک خوبی ہے۔ مگر یہ خوبی گھر کی حقیقت میں داخل نہیں۔ اسی طرح جب ہم ایک مذہب کو اختیار کرنا چاہتے تو پہلے یہ دیکھنا لازم ہے۔ کہ مذہب کا اصلی فائدہ کیا ہے۔ اور کیا وہ فائدہ اس مذہب سے بطریق احسن حاصل ہو سکتا ہے۔ یہ کسی طرح بھی درست نہیں ہوگا کہ اصلی فوائد کو نظر انداز کر کے صرف عارضی فوائد پر ہی زور دیا جاوے۔

اب دریافت طلب یہ بات ہے۔ کہ مذہب کا اصلی فائدہ کیا ہے۔ عربی زبان میں یہ ایک خصوصیت ہے۔ کہ اس کے الفاظ مادہ کے مطابق معنے رکھتے ہیں۔ مثلاً مادہ کے لحاظ سے امّ کے معنے ہیں جڑ۔ اور مقصود کے اور وہ جس کے پیچھے چلا جائے۔ چونکہ ماں جڑ اور مقصود ہوتی ہے۔ اور بچہ اس کے پیچھے چلتا ہے۔ اس لئے اُمّ ماں کو کہتے ہیں۔ اسی طرح مذہب کے لئے قرآن مجید میں صراط۔ طریق۔ منہاج وغیرہ الفاظ آئے ہیں۔ چونکہ ان سے مراد خدا تعالیٰ کی طرف پہنچانے کے رستے ہیں۔ اس لئے اس نام سے موسوم ہوئے۔ پس مذہب کی اصل غرض یہ ہے کہ وہ بندہ کو خدا تعالیٰ سے واصل کر دے۔ اور خدا تعالیٰ کی محبت بندہ کے دل میں ڈال دے۔

اب ہم نے مذاہب کو ان کی اصل غرض کے مطابق پرکھنا ہے۔ لیکن یہ یاد رہے۔ کہ اس لیکچر سے ہمارا یہ ہرگز ہرگز منشاء نہیں ہے۔ کہ صرف اسلام میں ہی صداقت ہے۔ اور باقی تمام مذاہب جس کے پیرو لاکھوں اور کروڑوں ہوں صداقت اور خوبی سے خالی ہیں۔ ہرگز نہیں۔ کوئی مذہب جس کے پیرو لاکھوں اور کروڑوں ہوں صداقت سے خالی نہیں ہو سکتا ان میں بہت سے اہل علم اور حق پسند بھی ہوتے ہیں۔ کسی مذہب میں سب کے سب ضدی اور شریر نہیں ہوا کرتے۔ ہاں جب لوگ ان صداقتوں سے غافل ہو جاتے ہیں۔ اور ان پر عامل نہیں رہتے۔ تب وہ مصائب اور غلطیوں کا شکار بن جاتے ہیں۔ پس لوگوں کا بگڑ جانا اس بات کی دلیل نہیں ہو سکتا۔ کہ مذہب میں صداقت نہیں۔ دیکھئے جیلخانوں میں سکھ۔ ہندو آریہ۔ مسلمان اور یہود و نصاریٰ بھی ہوتے ہیں۔ مگر یہ کہنا صحیح نہیں۔ کہ چونکہ سکھ جیل میں موجود ہے اس لئے باوا صاحب کی تعلیم ٹھیک نہیں۔ یا چونکہ مسلمان قید میں پھنسا ہوا ہے۔ اس لئے اسلام درست نہیں۔ نہیں بلکہ اس کا یہ مطلب ہے۔ کہ چونکہ ان لوگوں نے صحیح تعلیم کے برخلاف کام کیا ہے اس لئے مصائب میں پھنس گئے ہیں۔ یہ تعلیم کا قصور نہیں۔ بلکہ مخالفت تعلیم کا نتیجہ ہے۔ اس لکچر سے ہمارا یہ منشاء ہرگز نہیں۔ کہ دوسرے مذاہب میں صداقت نہیں بلکہ یہ دکھلانا مقصود ہے۔ کہ صداقت کامل طور پر اسلام میں پائی جاتی ہے۔

ہم کو خوشی کے ساتھ ایک دوسرے کی بات سن لینی چاہیئے۔ جو لوگ دوسروں کو سننے سے روکتے ہیں۔ اور ایک دوسرے کی نسبت سخت و سست الفاظ استعمال کر لیتے ہیں۔ وہ اس چھچھورا پن سے اپنی کمزوری دکھلاتے ہیں۔ جس شخص کو اپنی قوت کا علم ہوتا ہے۔ وہ وقار کو اپنے ہاتھ سے نہیں دیتا۔ بلی جب چوہے کو پکڑتی ہے۔ تو اسے کئی بار چھوڑ کر اسے نکل جانے کا موقعہ دیتی ہے۔ لیکن اگر بلی یہ سمجھتی کہ میں اسے دوبارہ نہیں پکڑ سکونگی تو اسے کبھی نہ چھوڑتی۔ حاصل یہ کہ بے وقاری کمزوری کی دلیل ہے۔ پس ہم کو ایک دوسرے کے ساتھ چھچھورا پن کا رویہ نہ اختیار کرنا چاہیئے۔

ہم یہ بتلا چکے ہیں۔ کہ مذہب کی اصل غرض بندے کے دل میں خدا تعالیٰ کی محبت کا پیدا کرنا ہے اب ہمیں اسی لحاظ سے اسلام کی تحقیق کرنا ہے۔ پہلے یہ دیکھتے ہیں کہ کیا قرآن مجید نے یہ دعویٰ بھی کیا ہے کہ میں بندے کے دل میں خدا تعالیٰ کی محبت ڈال دیتا ہوں۔ بے شک یہ دعویٰ موجود ہے۔ چنانچہ ایک جگہ فرمایا ہے:۔

"اللہ نزل احسن الحدیث کتابا متشابھا مثانی تقشعر منہ جلود الذین یخشون ربھم ثم تلین جلودھم وقلوبھم الی ذکر اللہ"

یعنی اللہ نے نہایت عمدہ بات اتاری ہے۔ اس سے معلوم ہوا۔ کہ قرآن احسن و اکمل ہے۔ آگے فرمایا کہ وہ عمدہ بات ایک کتاب ہے۔ جس کی صفت متشابہ ہے۔ یعنی آپس میں ملتی جلتی۔ دوسرے مذاہب اصول

Digitized by Khilafat Library Rabwah

تو ٹھیک بتلاتے ہیں۔ مگر جزئیات میں پڑ کر کئی جگہ اصول سے اختلاف کر جاتے ہیں۔ لیکن یہ کتاب تمام عملی نمونوں اور جزئیات میں اصل اصول کے ساتھ پوری مشابہت رکھتی ہے۔ کہیں بھی اصل اصول سے سرمو تجاوز نہیں کرتی آگے اسی کتاب کی صفت میں فرمایا۔ مثانی یعنی بار بار دہرائی ہوئی۔ کیونکہ اس کتاب میں کامل درجہ کا جذب ہے۔ اس لئے یہ اس بات کی مقتضی ہے۔ کہ اسے بار بار پڑھا جاوے۔ اور چونکہ یہ صدی بعد صدی نئے عجائبات و کمالات کے ساتھ دہرائی جاتی ہے۔ اس لئے بھی یہ مثانی ہے۔ پھر فرمایا۔ کہ جو لوگ اپنے رب سے ڈرتے ہیں۔ اس کتاب کو سن کر ان کے جسموں پر اس کے زور صداقت کے سبب رونگٹے کھڑے ہو جاتے ہیں۔ یہ صرف بیت ہی بیت نہیں ہے۔ بلکہ محبت کی طرف کھینچ لاتی ہے۔ جیسا کہ فرمایا۔ کہ پھر اس کے جسم و دل یاد الٰہی کی طرف نرم ہو جاتے ہیں۔

اب ہم سورۃ فاتحہ سے اس محبت کے ذرائع پیش کرتے ہیں۔ محبت پیدا ہوتی ہے حسن سے اور یا احسان سے۔ پھول وغیرہ سے محبت اس کے حسن و خوبی کے سبب سے ہوتی ہے۔ لیکن خدا تعالےٰ میں تمام خوبیاں لاستقلال ہیں یعنی تمام محامد اللہ تعالےٰ کے لئے ہیں۔ الحمد للہ

پس حسن ذاتی کے لحاظ سے خدا تعالےٰ ہی سب سے بڑھ کر محبت کے لائق ہے۔ لیکن بعض شخص مطلب پرست ہوتے ہیں۔ ان کو احسان کے سبب محبت ہو سکتی ہے۔ اور احسان بھی خدا تعالیٰ کے ہی عام و تام ہیں۔ جیسا کہ فرمایا کہ وہ رب العالمین یعنے تمام جہانوں اور قوموں کا رب ہے۔ وہی سب کو پیدا کر کے ان کے کمالات کی طرف لے جا رہا ہے۔ وہ صرف مسلمانوں کا ہی رب نہیں۔ بلکہ تمام جہانوں اور قوموں کا رب ہے۔ وہی سب کو پیدا کر کے ان کے کمالات کی طرف لے جا رہا ہے۔ وہ صرف مسلمانوں کا ہی رب نہیں بلکہ تمام جہانوں اور قوموں مثلاً ہندو کرشن عیسائی وغیرہ کا بھی رب ہے۔ اس سے یہ بھی کھل جاتا ہے۔ کہ نجات کی مستحق کوئی ایک خاص قوم ہی نہیں ہے۔ (بلکہ جس قوم کا شخص بھی اسلام پر چلے نجات پائے گا۔ (فاروق)

پھر خدا تعالےٰ کی ربوبیت وہ طرح پر کام کرتی ہے۔ لوگوں پر ان کے عملوں کے بغیر بھی رحمتیں ہوتی ہیں۔ جیسا کہ فرمایا الرحمٰن یعنی اللہ تعالیٰ رحمان ہے۔ بعض لوگ کہتے ہیں کہ عملوں کے بغیر انسان کو کچھ نہیں مل سکتا۔ یہ محض غلط ہے۔ خدا تعالےٰ نے جانداروں کو سورج۔ ہوا پانی۔ غذا وغیرہ عطا فرمائے ہیں۔ انسان ان کے بغیر زندگی بلکہ وجود ہی نہیں پا سکتا۔ انسانوں کے اعمال ان پر منحصر ہیں جب تک یہ چیزیں نہوں کوئی عمل کر ہی نہیں سکتا۔ لہذا یہ اعمال انسانی کا نتیجہ نہیں ہو سکتے۔ یہ نعمتیں خدا تعالیٰ کی رحمانیت کی دلائل ہیں۔ اور اگرچہ انسان کو خدا تعالےٰ نے ہی بنایا ہے۔ اور سب کچھ اسی کا ہی دیا ہوا ہے۔ لیکن اگر ان غلطیوں میں انسان کچھ اور کوشش کرے تو خدا تعالےٰ یہ نہیں کہتا۔ کہ یہ تیری کوشش میرے ہی عطیات کی بنا پر ہے اس لئے اس پر مزید انعامات کی ضرورت نہیں۔ نہیں بلکہ خدا تعالےٰ ہر شخص و قوم کو جو بھی روحانی یا جسمانی کوشش وہ کریں۔ ان کے مطابق زیادہ زیادہ پھل دیتا چلا جاتا ہے۔ اس لئے کہ وہ الرحیم ہے۔ ایک باپ اپنے بیٹے کو صبح کے وقت محبت سے جگاتا ہے اور کہتا ہے کہ میرے پیارے اٹھو اور مدرسہ جاؤ۔ اور اگر وہ لڑکا الکساتا ہے۔ تو باپ اسے کہتا ہے۔ کہ بیٹا ضرور مدرسے جاؤ۔ جب تم سبق پڑھ کر آؤ گے تو ہم تم کو مٹھائی دیں گے اور تم کو بھی فوائد ہونگے۔ لیکن اگر وہ بچہ پھر بھی مچلتا ہے۔ تو باپ اسے دھمکاتا ہے۔ اور خوف دلاتا ہے۔ باپ پہلے ہی اسے نہیں مارا کرتا۔ بالکل اسی طرح یہاں خدا تعالےٰ نے پہلے پیار اور محبت سے فرمایا۔ پھر انعام دیا دلائے۔ پھر آخر میں فرمایا مالک یوم الدین۔ یعنی اگر تم میرے حسن و احسان کو دیکھ کر پھر بھی درست رویہ نہیں اختیار کرو گے تو یاد رکھو۔ کہ میں جزا و سزا کا مالک بھی ہوں۔ ان آیات بینات نے خدا تعالےٰ کی توحید سکھلا کر اور اس ارحم الراحمین کی محبت میں محو کر کے بندے کو خدا تعالےٰ حضور میں لا کھڑا کیا۔ اب بندہ خدا تعالےٰ کی جناب میں عرض حاجت کرتا ہے۔

صاحبان! یہ بات بالکل واضح ہے۔ کہ جب کوئی شخص کسی غیر ملک میں جاتا ہے۔ تو وہاں جب اسے اپنے ملک کا آدمی ملتا ہے۔ تو اسے ہموطن دیکھ کر بہت خوش ہوتا ہے۔ اور اگر وہ اس کا ہم شہر بھی ہو۔ تو اور بھی خوشی حاصل کرتا ہے۔ اور اگر وہ شخص اس کا ہم محلہ بھی ہو تو اس وحدت کے سبب سے اس کی محبت اس کے ساتھ اور بھی بڑھ جاتی ہے۔ اور اگر وہ اس کے اپنے باپ کا ہی بیٹا ہو۔ تو پھر محبت اور خوشی کی کوئی حد ہی نہیں رہتی۔ صاحبان ہم سب خدا تعالےٰ کے بندے ہیں۔ پھر کیا ہم میں ہموطنوں یا ہم شہروں یا ہم خانوں جیسا بھی تعلق نہیں ہے۔ پس جب ہمارے دل میں واحد خدا کی محبت آجائے گی۔ تو لازمی طور پر اس وحدت کے سبب سے مخلوقات کے ساتھ بھی وحدت اور محبت پیدا ہو جاوے گی۔ اس لئے خدا تعالےٰ کی محبت کے بعد مخلوقات کی محبت کا ذکر کیا چنانچہ فرمایا ایاک نعبدُ۔ یعنی ہم سب تیرے ہی بندے ہیں۔ یہ نہیں کہا کہ میں اکیلا ہی تیرا بندہ ہوں درخواست بھی سب کی طرف سے اکٹھی کی۔ اور فوائد و مدد بھی سب کے لئے یکسائی طور پر ہی مانگی ہے۔ جیسا کہ فرمایا وایاک نستعین۔ بعضے لوگ خود غرضانہ اور مطلبی وحدت اختیار کر لیتے ہیں۔ جب فائدہ پہنچتا ہے۔ تو کہتے ہیں کہ میں نے پایا۔ اور جب سزا بھگتنی پڑتی ہے۔ تو کہتے ہیں۔ کہ ہم پھنس گئے قرآن مجید ایسا نہیں سکھلاتا۔ وہ حقیقی وحدت کا سبق دیتا ہے۔

پھر جب بندے کے دل میں خدا تعالےٰ کی محبت سما جاتی ہے۔ تو اسی پر بس نہیں ہوتا۔ خود خدا تعالےٰ بھی بندے کو محبت کرتا ہے (یحبکم اللہ) اور جب خدا تعالےٰ اپنے بندے سے محبت کرتا ہے۔

Digitized by Khilafat Library Rabwah

تو خدا تعالےٰ اس سے ہم کلام ہوتا ہے۔ اور بندہ اپنے مالک سے ہدایت مانگ کر علم پاتا ہے۔ اور شرف مکالمہ سے مشرف ہوتا ہے۔ جیسا کہ خدائے پاک اپنے بندوں کو سکھلاتا ہے۔ اھدنا الصراط المستقیم یعنی اے خدا ہمیں سیدھے راستہ کی ہدایت کر یعنے وہ راستہ جو تیرے منعم علیہم کا ہے نہ مغضوب علیہم کا۔

صاحبان! خدا تعالےٰ کی اس محبت کا جس سے شرف ہمکلامی حاصل ہوتا ہے۔ عملی ثبوت سوائے دین اسلام کے کسی اور مذہب میں نہیں پایا جاتا صرف اسلام ہی ایک ایسا دین ہے جس کی پیروی سے یہ شرف ملتا آیا ہے۔ صحابہ کے زمانہ سے لے کر آج تک بہت سے بزرگ اور مجدد ایسے گذرے ہیں جن سے .... خدا تعالےٰ ... ہم کلام ہوتا ہے۔ اس وقت مرزا صاحب کے وجود سے بھی اسلام میں اس شرف کا پایا جانا صاف ثابت ہوتا ہے۔ مرزا صاحب کی یہ غرض نہ تھی۔ کہ میں بھی کچھ ہوں۔ بلکہ انہوں نے اپنے آپ کو صرف اسلام کی عملی ثبوت کے لئے ہی پیش کیا تھا۔ آگے مرزا محمود احمد صاحب نے مرزا صاحب کی تصدیق میں ان کی بہت سی پیشگوئیوں کا پورا ہونا اور ان کی پوری کامیابی کے بعد اتنے لوگوں کا متبوع و محبوب بننا دیگر ..... مذاہب کے ساتھ مناظرے کر کے اسلام کے ذریعہ سے ثبوت دینا اور مقابلۃً اسلام کے کمالات پیش کرنا پھر ان کا ایسی جماعت قائم کرنا جو دین کو مقدم رکھ کر تمام دنیا میں تبلیغ اسلام کا کام کر رہی ہے وغیرہ وغیرہ شرح و ضبط کے ساتھ بیان کیا اور نکاح والی پیشگوئی پر محض پیشگوئی کے الفاظ کے مطابق پوری بحث کی۔ لیکن مرزا صاحب کی اپنی تفہیم کو جو اس کے متعلق تھی بالکل نظر انداز کر دیا۔*

ان بیانات میں یہ بھی کہا کہ مرزا صاحب کے دل میں مسلمانوں کا سچا درد تھا۔ جس کے ثبوت میں مرزا صاحب کا یہ شعر بھی پڑھا:۔

اے دل تو نیز خاطر ایناں نگاہ دار
کاخر کنند دعوے حب پیمبرم

حاصل یہ ہے کہ مرزا محمود احمد صاحب کی وعظ مصالحت اور محبت کا پورا پلو لئے ہوئے تھی اور اس دعوے سے کہ (جو مرزا صاحب کو نہ مانے کافر ہے۔) کوئی بھی مناسبت نہ رکھتی تھی۔

اخیر میں مرزا محمود احمد صاحب نے اور ایک اور بزرگ نے بھی جس کو میں نے نہیں پہچانا بڑے پیار کے ساتھ دعائیں مانگیں۔ اور ان دعاؤں پر وعظ کا خاتمہ ہوا۔ ہماری بھی صدق دل سے دعا ہے۔ اللھم اھدنا الصراط المستقیم۔ آمین یارب العالمین۔" (اعجاز القرآن)

لاہور کو واپسی

بعد اختتام لیکچر حضرت امیر المومنین معہ خدام خاص کے رات کی گاڑی سے واپس لاہور تشریف لے گئے۔ کیونکہ وہاں ڈاکٹر خلیفہ رشید الدین صاحب کا صاحبزادہ محمد تقی علیل تھا اور دوسرے دن ۲۳ فروری کو حافظ روشن علی صاحب سلمہ کا لیکچر اسی ہال میں شام کو مغرب کے بعد ہونا تھا حافظ صاحب اور اکثر احباب امرتسر میں ہی ٹھیرے رہے۔ اور بہت سے دوست اپنے اپنے مقامات کو واپس چلے گئے۔ ۲۳ فروری کو ساڑھے پانچ بجے شام کے حافظ صاحب کا لیکچر اسی ہال میں احمدیت پر ہوا۔ جس کا خلاصہ انشاء اللہ بکیفیت جلسہ آئندہ ہدیہ ناظرین ہوگا

شکریہ اصحاب

امرتسر کی جماعت احمدیہ کے قابل سکرٹری ڈاکٹر معراج الدین صاحب اور منشی غلام قادر صاحب نقشہ نویس و میاں غلام نبی صاحب خاص قابل ذکر ہیں۔ ان صاحبوں نے شبانہ روز کمربستہ ہو کر مہمان نوازی اور جلسہ گاہ کا اہتمام کیا۔ اور نہایت عمدگی سے کیا۔ اور دیگر احباب امرتسر نے بھی ہر طرح اعانت اور امداد کی۔ اللہ تعالیٰ ان سب کو جزاء خیر بخشے۔ آمین۔ یہ فروگذاشت ہوگی اگر ہم جناب ماسٹر بھاگ سنگھ صاحب مالک مکان قیامگاہ احمدیان اور بابو کنہیا لعل صاحب وکیل مالک بنڈے ماتر ہال اور میاں فضل حسین صاحب سوداگر چرم جنہوں نے اپنی موٹر عطا فرمائی کا شکریہ نہ ادا کریں۔ اور نیز بابو عزیز الدین صاحب انسپکٹر پولیس جو نہایت نیک نہاد اور قابل آفیسر پولیس ہیں۔ خاص شکریہ کے مستحق ہیں جن کے انتظام سے ہر دو جلسہ بخیر و خوبی امن و امان سے انجام پذیر ہوئے۔ اسد فہ جماعت امرتسر نے نہایت عمدگی سے اپنے فرائض کو انجام دیا۔ اور گذشتہ سستی و لاپروائی کی پوری تلافی کر دی۔ فجزاہم اللہ احسن الجزاء۔

گائے کی عظمت پر تحقیقی نظر

(نمبر دوم)

گذشتہ نمبر میں یہ وعدہ کیا تھا۔ کہ انشاء اللہ دوسرے نمبر میں ہم گائے کی محبت و عظمت کی حقیقت کا راز کھول کر بتائینگے۔ کہ آریہ ہندو کیوں اس کی اس قدر عظمت کرتے ہیں۔ اس کا اصل باعث کیا ہے۔ سو الحمد للہ اس وعدہ کے مطابق یہ دوسرا نمبر شایع کیا جاتا ہے۔ احباب بغور اس کا ملاحظہ کریں۔

بنی اسرائیل کا بچھڑا بنانا

تفصیل اس اجمال کی یہ ہے۔ کہ ایک وقت ملک مصر میں گائے کی عظمت و بزرگی کا اس قدر زور و شور تھا۔ کہ بیان سے باہر ہے۔ چنانچہ بنی اسرائیل نے جو حضرت موسیٰ علیہ السلام کے عقب میں یعنی ان کے کوہ طور پر جانے کے بعد گائے کا بچھڑا بنا کر پوجا تھا۔ اس کی وجہ دراصل یہی عظمت تھی جو مصر میں رہنے کی وجہ سے بنی اسرائیل کے رگ و ریشے میں پیوست ہو گئی تھی۔ جس کے باعث انہوں نے اپنے ہادی کی غیر حاضری میں گائے کا بچھڑا بنا کر پوجنا شروع کر دیا تھا۔

جب ہم اس پر غور کرتے ہیں۔ تو یہ سوال پیدا ہوتا ہے۔ کہ بنی اسرائیل نے کیوں گائے کا ہی بچھڑا بنایا۔ تو اس پر کما ینبغی کافی روشنی پڑتی ہے۔ کہ چونکہ بنی اسرائیل کے دل میں گائے کی عظمت اور بزرگی گھر کر چکی تھی۔ اس لئے انہوں نے گائے کا بچھڑا بنایا اگر گائے کی عظمت کا عام طور پر چرچا ملک مصر میں نہ ہوتا تو یہ ناممکن تھا۔ کہ وہ دوسری طرف رجوع کرتے مگر چونکہ مصر میں گائے کی عظمت کا ہی عام طور پر چرچا تھا۔ اس لئے بنی اسرائیل نے اپنے ہم وطنوں کی ریس کر کے گمراہی اختیار کی۔

ملک مصر میں گائے کی عظمت کا ہونا اس

* اس تفہیم کو زیر نظر رکھا آپ مکرر غور فرماویں (فاروق) ۔ ۱۲ ۔ یہ امر تو لیکچر سے خود ہی ثابت ہو جاتی ہے ۔ (فاروق)

Digitized by Khilafat Library Rabwah

ایک حرکت سے بھی ظاہر ہوتا ہے۔ کہ جو اس مذکورہ بالا واقعہ کے بعد بنی اسرائیل نے کی تھی۔ یعنی پوشیدہ طور پر ایک درشنی گائے مقرر کر رکھی تھی۔ جس کے لئے خداوند کریم سے حکم پاکر موسیٰ علیہ السلام نے بعض اور دیگر وجوہات کی بنا پر گائے کو ذبح کرنے کا ارشاد فرمایا تھا۔ اور کہ جس کو بنی اسرائیل نے بہت سے حیلے اور بہانے کرنے کے بعد ذبح کیا تھا۔ جس کے متعلق ان کے اندرونی حال کو اللہ تعالےٰ نے ان الفاظ میں ظاہر کیا ہے۔ فذبحوھا وما کادوا یفعلون یعنے انہوں نے (بنی اسرائیل نے) گائے کو ذبح تو کیا مگر حقیقت حال یہ ہے۔ کہ وہ ہرگز اس بات کے روادار نہیں تھے۔ کہ وہ درشنی گائے ذبح کی جاوے۔ یہ وہ واضح اور بین دلایل ہیں۔ کہ جن سے صاف صاف ظاہر ہوتا ہے۔ کہ مصر میں رہنے کی وجہ سے بنی اسرائیل ایسے ایسے خیالات کے شکار ہو گئے تھے۔ کہ جس کے باعث ان کو طرح طرح کی سزائیں بھی بھگتنی پڑیں تھیں۔

مصر میں گائے کی عظمت کیوجہ

اب جب ہم یہ غور کرتے ہیں۔ کہ گائے کی عظمت کا کیسے چرچہ ہوا۔ تو اس کے لئے یہ بات قابل غور ملتی ہے۔ کہ فرعون مصر نے گائے کے دودھ پر پرورش پائی تھی۔ اس لئے کہ اس کے پیدا ہونے کے بعد اس کی والدہ فوت ہو گئی تھی۔ اس لئے گائے کے دودھ پر اس کی پرورش کی گئی۔ جس کی وجہ سے اس بچے کے دل میں گائے کی عظمت گھر کرتی گئی۔ اور ہوتے ہوتے نوبت یہاں تک پونہچی۔ کہ جب وہ جوان ہو کر فرعون مصر ہوا۔ یعنی تخت و تاج کا مالک ہوا۔ تو اس نے اپنے تاج کو گئو مکھی بنوایا۔ اور گائے کو گئو ماتا کہنا محض اس لحاظ سے شروع کیا۔ کہ اس کے دودھ پر پرورش پائی تھی۔ اور علاوہ ازیں عام طور پر اپنے ملک میں اعلان کر دیا۔ کہ کوئی گائے کو دکھ اور ایذا نہ دے اور نہ کوئی ذبح کرے۔ اگر کوئی ذبح کرے گا تو مستوجب سزا ہوگا۔ اس اعلان کے بعد بھلا کون ایسا دل گردہ والا تھا۔ کہ وہ گائے کے کھانے کا قصد کرتا۔ کیونکہ بادشاہ کے دل میں جس کی عظمت و بزرگی ہو۔ جس کو قایم کرنے کے لئے عام اعلان کر دے۔ تو لامحالہ رعیت کو بھی اس کے حکم کی پاسداری اور بجا آوری لازم ہو گی دیکھو! آج کل ہمارے حاکموں کے دلوں میں جن باتوں اور جن چیزوں کی عظمت ہے۔ اسی طرف تمام طبایع کا رجحان ہے۔ کوٹ۔ پتلون۔ کالر۔ نکٹائی۔ بوٹ وغیرہ کے بدوں آج کل اور دوسرا لباس نہ تو معزز شمار ہوتا ہے۔ اور نہ کسی کو پسند آتا ہے۔

یہ سچ ہے۔ کہ آج کل اگر امیری اور رئیسی اور عزت و آبرو کسی لباس سے ظاہر ہو سکتی ہے تو وہ صرف انگریزی لباس ہے۔ اس کے علاوہ جس قدر بھی لباس یا طریقے ہیں۔ وہ اولڈ فیشن اور بھدے تسلیم کئے جاتے ہیں۔ اور قریباً تمام تعلیم یافتہ ان سے نفرت کرتے ہیں۔ بلکہ ہم نے تو بے علم حضرات کو بھی اسی لباس کا مایل پایا ہے کہ جو آج کل ہمارے حاکموں کے جسموں کے لئے موجب زینت ہے۔ اور دراصل سب طبیعتوں کا رجحان اس لباس اور اس طریقہ کی طرف ... ہونا بھی ضروری ہے۔ کیونکہ الناس علےٰ دین ملوکھم کا قول فی الحقیقت سچا ہے جیسے کہ اس کی صداقت پچھلے زمانوں میں ظاہر ہوتی رہی۔ ویسے ہی اب بھی ظاہر ہو رہی ہے۔ جس سے یہ نتیجہ نکلتا ہے۔ کہ گائے کی عظمت اور بزرگی کو جب بادشاہ مصر نے تسلیم کیا اور عام اعلان اس کی حفاظت کا دیا تو رفتہ رفتہ دن دونی رات چوگنی اس کی عظمت لوگوں کے دلوں میں جاگزیں ہوتی گئی۔ پھر کئی حضرات نے اس کی تعریف میں کتابیں اور رسالے لکھنے شروع کر دیئے تھے۔ محض اسی لئے کہ یہ خیالات عام طور پر اشاعت پاویں۔ نیز بادشاہ کی خوشنودی کا باعث بھی ہو۔ پھر وہ رسالے اور کتابیں وغیرہ رفتہ رفتہ سرکاری مدارس میں داخل کر دیئے گئے۔ جس کا نتیجہ یہ ہوا۔ کہ مصر میں عام طور پر گائے کی عظمت ہوتی گئی۔ اور پھر اسی عظمت نے اس کو قابل پرستش ٹھہرا دیا۔ یعنے اس کی عظمت دلوں میں جاگزیں ہوتے ہوتے ایک دن وہ اس قابل سمجھی گئی۔ کہ اس کی پوجا کی جاوے: ہندوؤں کی مذہبی کتابوں میں جو گائے کی بڑائی کے ذکر اذکار پائے جاتے ہیں۔ انہیں کتابوں سے لئے گئے ہیں۔

برہمنوں کا مصر میں جانا

اب سوال یہ پیدا ہو گا کہ ہندوستان میں کیسے مصر کی رسومات آسکتی ہیں۔ ایک ایسے زمانہ میں کہ جب آج کل جیسے ذرایع موجود نہ تھے۔

سو اس کے متعلق ہم کو اپنے پاس سے کسی قسم کے دلایل پیش کرنے کی سردست ضرورت محسوس نہیں ہوتی بلکہ کلیات آریہ مسافر حصہ اول صفحہ ۲۳ کالم اول کی طرف توجہ دلانا کافی سے زیادہ ہے۔ جس سے یہ امر برھن ہوتا ہے۔ کہ واقعی پچھلے سمے آریہ ورت کے منش جاتی مصر میں جایا کرتے تھے۔ اس کے علاوہ ہندوؤں میں جس فرقے کا کام پڑھنا پڑھانا ہے۔ یعنے برہمن لوگ ان کو ہندوؤں میں عام طور پر مصر جی کہا جاتا ہے۔ جس سے عیاں ہوتا ہے۔ کہ یہ لفظ برھمنوں کے نام کے ساتھ کسی خصوصیت کی وجہ سے لگایا گیا ہے۔

معلوم ہوتا ہے۔ کہ جس سمے یونان کے علم و فضل سے وافر حصہ لے کر مصریوں نے اپنی ہاں یونیورسٹیاں بنائیں تھیں۔ ان دنوں میں وہ ہندوستانی طلباء جن کا کام ہندوؤں میں علم حاصل کرنا ہے۔ وہ مصر میں علم حاصل کرنے کے لئے جایا کرتے تھے۔ اور جب وہاں سے علم حاصل کر کے واپس آتے تھے۔ تو مصر کی یونی ورسٹی کی خصوصیت کی وجہ سے ان کے نام کے ساتھ مصر جی کا لفظ لگا دیا جاتا تھا۔ اور یہ امر ایسا نہیں ہے کہ ناممکن ہو سکے۔ وجہ یہ کہ آج کل بھی ہم دیکھتے ہیں۔ کہ جو کیمبرج اور آکسفورڈ یونی ورسٹیوں سے تعلیم پا کر

علہ فرعون بادشاہ مصر کا لقب تھا جیسے کہ فی زمانہ مختلف بادشاہوں کے مختلف خطاب ہیں جیسے قیصر ہند۔ اور زار روس۔ قیصر جرمن۔ شاہ ایران وغیرہ۔ حاشیہ کلاں ۱ صفحہ ۱۲

Digitized by Khilafat Library Rabwah

آتے ہیں۔ اکثر ان کے نام کے ساتھ کیمبرج اور اکسفورڈ کے الفاظ لگائے جاتے ہیں۔ چنانچہ لاہور میں دو تین بیرسٹر ایسے ہیں۔ کہ جن کے نام سے اور شکل وصورت سے ہم بھی آشنا ہیں۔ ان کے نام کے ساتھ کیمبرج اور اکسفورڈ کے لفظ محض اس لئے لگائے جاتے ہیں۔ کہ وہ کیمبرج اور اکسفورڈ یونیورسٹی کے تعلیم یافتہ ہیں۔

پس ملک مصر سے گائے کی عظمت اور بزرگی کا چرچا ہندوستان میں پھیلانے والے وہ حضرات ہیں۔ کہ جو مصر جی مہاراج کہلائے جاتے ہیں۔

آریہ مسافر یعنے مقتول لیکھرام اس بات کا اقراری ہے۔ (اپنے کلیات آریہ مسافر میں) کہ آریہ ورت کے لوگ مصر جایا کرتے تھے۔ اور ہم ایسی بات تسلیم کرتے ہیں۔ کہ ہاں بے شک وہ اس علم وفلسفہ سے آگاہی حاصل کرنے ضرور ہی مصر جایا کرتے تھے کہ جو یونان کی بدولت مصر میں رائج ہوا تھا۔ اور چونکہ گائے کی عظمت کا چرچا بھی محض ایک بادشاہ کی کوشش سے مصر میں عام طور پر تھا۔ اس لئے یہ مصر جی ان علوم کے ساتھ اس کے بھی عالم ہو گئے کیونکہ دوسری تعلیم کے ساتھ گائے کی عظمت اور خوبی کی تعلیم بھی ملتی تھی۔ اور جب فارغ التحصیل ہو کر اپنے وطن میں براجمان ہوئے۔ تو جو کچھ سنا تھا۔ دیکھا تھا اور پڑھا تھا۔ اس کا پرچار اپنے وطن میں کرنا شروع کر دیا۔ اور اپنی مذہبی کتابوں میں گائے کی عظمت اور بزرگی کے پل باندھ دیئے۔ اور ہوتے ہوتے نوبت بایں جا رسید کہ گائے کا گوشت تو حرام مطلق مگر دودھ اور چمڑا حلال اور طیب۔ برہمن قوم میں مصر جی کا لفظ عام طور پر استعمال ہونا اسی طرح پر جاری ہوا۔ جیسے بعض قوموں میں بعض خطاب مثلاً مسلمان بادشاہوں کے وقت میں جو قاضی مفتی بنائے گئے تھے۔ آج ان کی اولاد اور ذریت مفتی اور قاضی کہلائے جاتے ہیں۔ ایسے ہی جو مصر سے تعلیم یافتہ ہونے کی وجہ سے مصر جی کہلاتے تھے ان کی ذریت مصر جی کہلانے لگی۔ اور یہ امر ناممکن نہیں۔ بلکہ قرین قیاس ہے۔ اور لطف یہ کہ مصر جی کا لفظ برہمنوں تک ہی محدود ہے۔ جس سے پورے طور پر یہ امر ثابت ہوتا ہے۔ کہ واقعی اس کی وجہ تسمیہ یہی ہے۔ جو ہم نے گذارش کی ہے۔ کیونکہ پہلے سے ہندو قوم میں سوائے برہمنوں کے اور کسی کو علم حاصل کرنے کی اجازت نہیں تھی۔ جیسے کہ تحقیقات سے ثابت ہے۔ کہ ہندوؤں کی چار ذاتوں کے چار کام سپرد تھے:۔

(۱) برہمنوں کا کام علم حاصل کرنا۔ اور لوگوں کو سنانا

(۲) کشتری کا کام ملک کی حفاظت کرنا۔ یعنی سپاہی کا کام دینا۔

(۳) ویش کا کام کیتی باڑی۔ باغ کیاری کے ذریعے اناج پھل پھول پیدا کرنا۔

(۴) شودروں کا کام خدمت گاری کرنا وغیرہ

بہرکیف ہندوستان میں گائے کی عظمت اور بزرگی کی چرچا مصر سے نقل کر کے پھیلائی گئی ہے۔ اور اب ہندوستان میں گائے کی عظمت کا ایسا سکہ بیٹھا ہے۔ کہ جس قدر بھی اس پر مبالغہ کیا جاوے۔ وہ تھوڑا ہے۔ ویدوں میں ایسی تعلیم ہرگز ہرگز نہیں ہے کہ گائے کا گوشت کھانا حرام ہے۔ یا کہ گائے کا وجود ناپاک ہے۔

اظہار درد

پرانی نظم

(از میر مہدی حسین صاحب موج قادیانی)

ہو سلام آپ پہ افلاک سے آنے والے
نفخۂ صور سے سوتوں کو جگانے والے

دین کی تجدید کا نقارہ بجانے والے
ظلمت کفر کو دنیا سے مٹانے والے

شرک وبدعت کی جگہ شرع بتانے والے
نور اسلام کا دنیا کو دکھانے والے

پاک انفاس سے مردوں کو جلانے والے
پھر مسلماں کو مسلمان بنانے والے

قدسیوں کو تیری آمد سے ہوا رشک ضرور
ارض پر فوج ملائک کو پھرانے والے

دین کو تاراج کیا چاہتا تھا گرگ "باطل"
معجزہ کسر صلیبی کا دکھانے والے

جس نے مانا تجھے ایمان بچایا اپنا
ہیں مکفر تیرے ایمان گنوانے والے

تیرے اعدا کو مقابل پہ کیا کس نے ہلاک
سوچتے کچھ نہیں یہ شیخی جتانے والے

کس قدر درد تھا دل میں تیرے امت کیلئے
کیا خبر رکھتے ہیں یہ شور مچانے والے

رات سے صبح ہوئی صبح سے بھی وقت ضحیٰ
پر پڑے سوتے ہیں یہ سب کو جگانے والے

آؤ اے مولویو دل میں کچھ انصاف کرو
منہ پہ کہتے ہیں کہ ہیں حق کے سنانے والے

اپنے شاگردوں کے گھر جا کے زیارت تو کرو
ان کو دیکھو کہ وہ کس سمت ہیں جانے والے

دین سے ہے ان کو کنارہ نہ کنارہ ہم سے
تھے اسی واسطے وہ جان چرانے والے

سچ سے منہ پھیر کے آخر کو ہوئے دیں سے الگ
آگے خالق کے اسی منہ سے ہیں جانے والے

مصلح وقت سے جب آنکھ چرائی تم نے
آخر کش ہو گئے نقصان اٹھانے والے

چرخ سے کیوں نہ مسیحا کو اتارا تم نے
اک نبی کر ہوئے تم چرخ چڑھانے والے

میرے مولےٰ تو انہیں آپ سمجھ دے جلدی
ورنہ جل جائینگے یہ آگ لگانے والے

یا مسیحا تیرے دروازہ پہ ہیں جمع غلام
اس پہ جیتے ہیں یہ صدق دکھانے والے

خواب میں ہی انہیں خلق اپنی دکھا جاؤ کبھی
آنکھیں پتھرا گئیں اے آنکھ دکھانے والے

قدرت ثانی کا جلوہ انہیں دکھلاؤ ضرور
نوریوں کے ملے شوق ان کو دلانے والے

اشتیاقے کہ بہ بیمار تو دارد دل من
کس کو بتلاؤں کہ میں ہے تو ستانے والے

موج طغیانی آب از سر امواج گذشت

... صفحہ نمبر ۱۰ کے آخر میں آنے والے

Digitized by Khilafat Library Rabwah

امیر قوم کیا فرماتے ہیں

۵ مارچ کے خطبہ جمعہ میں پیغام بلڈنگس کے متعلق امیر بے اختیار فرماتے ہیں۔ کہ سبیلہ علی العلم الرحمن وحدا کے اصول پر ضرور ہے۔ کہ خدا کے برگزیدہ انسان کی طرف آخر رجوع خلق ہو۔ نبی کریم صلے اللہ علیہ وسلم امام حسین۔ سید عبدالقادر جیلانی کی مثال دیتے ہوئے تسلیم کیا ہے۔ کہ لوگ اعتراف کر رہے ہیں۔ کہ حضرت مرزا صاحب نے ایک عظیم الشان کام کیا ہے۔ اور وہ کام کیا ہے۔ جس کی اس زمانے میں اشد ضرورت تھی۔ آپ کی محبت ضرور لوگوں کے دلوں میں جاگزیں ہو جائے گی۔ اور ہم دیکھتے ہیں۔ کہ ایسا ہو رہا ہے۔ ہم نے نزدیک بھی اور دور بھی جا کر دیکھا۔ اور حیرانی ہوتی ہے۔ کہ وہ کیا طاقت ہے۔ کہ لوگ آپ سے محبت کرتے چلے جاتے ہیں۔

یہاں تک تو امیر قوم کی زبان پر حق جاری رہا لیکن اس سے آگے وہ انوکھی منطق شروع ہوتی ہے جو پیغام بلڈنگس سے مخصوص ہے۔

لیکن جہاں ہر طرح سے حضرت کی قبولیت نظر آتی ہے۔ یہ امر بھی دیکھنے میں آیا ہے کہ آپ کی مخالفت محض نبوت کے دعوے کا دھوکہ دے کر کی جاتی ہے۔ خود حضرت صاحب کے "عالی متبعین" بھی اس بات کو چھپا نہیں سکتے کہ جہاں وہ نبوت کا دعوے کرتے ہیں۔ پہلے سے وہ چند مخالفت ہو جاتی ہے۔ پس خود یہی بات بتاتی ہے۔ کہ یہ دعویٰ اب دنیا میں مقبول نہیں ہو سکتا۔

معزز ناظرین فاروق! ملاحظہ فرمایا آپ نے امیر قوم کا علم کلام ارشاد ہوتا ہے۔ کہ نبوت کا دعویٰ پیش کرنے سے مخالفت ہوتی ہے۔ اس لئے یہ بات ثابت ہو گئی۔ کہ اب دعویٰ نبوت مقبول نہیں ہو سکتا لہذا حضرت مرزا صاحب کو نبی نہیں کہنا چاہئے۔ دوسرے الفاظ میں اس کا یہ مطلب ہے۔ کہ نبی کریم صلے اللہ علیہ وسلم نے جب دعوے نبوت کیا اور مخالفت ہوئی۔ تو اس بات نے ثابت کر دیا۔ کہ دعویٰ نبوت اب نہیں چل سکتا۔ اور اگر حضرت امیر قوم ایدہ اللہ النبی الکریم صلے اللہ علیہ وسلم کے وقت میں ہوتے اور حضور علیہ الصلوٰۃ کو اس وقت دیکھتے۔ جب آپ طائف سے زخمی پنڈلیوں کے ساتھ بھاگے آ رہے تھے۔ تو کچھ بعید نہ تھا۔ جو خواجہ کمال الدین صاحب کے کندھے پر ہاتھ رکھ کر جناب امارت مآب کہہ دیتے کہ حضور مصطفےٰ! مہربانی فرما کر دعوئ نبوت واپس لیں۔ کیونکہ مخالفت یہ بات بتا رہی ہے۔ کہ دعویٰ نبوت دنیا میں مقبول نہیں ہو سکتا۔ اگر اس کا جواب دیا جائے۔ کہ نبی کریم کو تو آخر نبی مان لیا گیا۔ تو ہم کہتے ہیں کیا حضرت مرزا صاحب کو نبی نہیں مانا گیا۔ کیا۔ الم یروا انا نأتی الارض ننقصہا من اطرافہا کا نظارہ آپ کے سامنے نہیں۔ ایمان سے کہو اس وقت احمدی جماعت میں نبی ماننے والوں کی تعداد زیادہ ہے یا صرف مجدد (وہ بھی بقول خواجہ صاحب بمعنے مجتہد) ماننے والوں کی۔ اور کونسا فریق دن دگنی رات چوگنی ترقی کر رہا ہے۔ اگر دعویٰ نبوت دنیا میں مقبول نہیں ہو سکتا۔ تو کیا وجہ ہے۔ کہ تمہارے ہاتھ پر ۶ سال کے عرصہ میں ایک ہزار بھی احمدی نہیں ہوا میں کہہ سکتا ہوں کہ چھ سو بھی احمدی نہیں ہوا۔ اور نبی منوانے والے کے دست حق پرست پر دس ہزار غیر احمدی احمدی ہو چکا ہے۔ پس یہ کس منہ سے کہتے ہو کہ حضرت مرزا صاحب کا دعویٰ نبوت غیر مقبول ہے اگر یہ دعویٰ باطل تھا۔ تو ضرور تھا کہ تم ترقی کرتے اور ہم گھٹتے۔ مگر نتیجہ اس کے خلاف ہے۔ جو اس بات کی کھلی کھلی شہادت ہے۔ کہ تم بر سر باطل ہو۔ اگر اس کا کچھ جواب تمہارے پاس ہے تو ھاتوا برھانکم ان کنتم صادقین ؟

ہندوستان اور ولایت کے درمیان وی پی کا سلسلہ

خوشی کی بات ہے کہ ہندوستان اور ولایت کے درمیان وی پی کا طریقہ رائج کرنے کی جو تحریک عرصہ سے شروع تھی۔ وہ آخر کار کامیاب ہو گئی۔ اور یہ طریقہ اب شروع ماہ آئندہ سے رائج کیا جائے گا۔ جس سے پبلک کو ولایتی مال منگانے میں بہت آسانی ہو جائے گی ؛

۱۹ مارچ کی ہڑتال کے متعلق گورنمنٹ کا اعلان

خلافت کے متعلق ۱۹ مارچ کو ہندوستان بھر میں جس ہڑتال کا راگ گایا جا رہا تھا۔ اس کے متعلق گورنمنٹ ہند نے ایک اعلان شائع کیا۔ اس اعلان کے دو حصے ہیں۔ ایک میں گورنمنٹ کے ملازمین کو خبردار کیا گیا ہے۔ کہ قواعد کی رو سے وہ کسی پولیٹکل جلسہ یا تحریک میں حصہ نہیں لے سکتے اور اگر وہ ۱۹ مارچ کو اپنے کام سے غیر حاضر رہیں گے تو یہ قاعدہ کی خلاف ورزی سمجھی جائے گی۔ اور گورنمنٹ اس موقعہ پر درگذر کرنے کو تیار نہیں۔ گورنمنٹ نے مسٹر شوکت علی کے اس اعلان کا بھی ذکر کیا۔ جس میں محکمہ جات دیوانی۔ فوجی اور پولیس کے مسلمان ملازمین کو ہدایت کی گئی ہے۔ کہ وہ ۱۹ مارچ کو ہڑتال میں ضرور شریک ہوں۔ کیونکہ اس سے خلافت کمیٹی نے ٹرکی کی صلح کے متعلق جو عرضداشت بھیجی تھی۔ اس میں مدد ملیگی ؛

اعلان کے دوسرے حصہ میں گورنمنٹ کے مسلمان ملازمین کے ہڑتال میں شریک نہ ہونے کی ایک اور وجہ دی گئی۔ اور وہ یہ کہ ان جلسوں میں ایک ریزولیشن یہ پاس کیا جائے گا۔ کہ اگر صلح کی شرائط مسلم جذبات کے مطابق نہ ہوئیں۔ تو مسلمان گورنمنٹ سے اپنے وفادارانہ تعلقات قطع کرنے پر مجبور ہونگے اس ریزولیشن میں مشروط وفاداری کا جو اصول رکھا گیا ہے۔ اسے گورنمنٹ کسی صورت میں اور کسی حد تک برداشت نہیں کر سکتی۔ اور گورنمنٹ نے تمام مسلمان ملازمین کو خبردار کیا جاتا ہے۔ کہ اگر وہ ان جلسوں میں حصہ لیں گے۔ تو نقصان کے لئے وہ خود ذمہ دار ہونگے ؛

بانتظام شیخ عبدالرحمن صاحب مدیر اخبار قادیانی ضیاء الاسلام پریس قادیان میں چھپکر ایڈیٹر قاسم علی سے شائع ہوا